
1929

توجہ طلب

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے ہیں بے تکے مضامین نہیں ہوتے اودھ پنچ جاہلوں اور بچوں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے اور دوسرے ملکوں کی بھی تقلید نہیں کرتا ہے اور گروہ بندی ۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور مستعار مضامین سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر تعجب نہ کیجئے ۔ ہر کوئی پرچہ پڑھ جانا ہے اس لئے کہ گو ہم خود نفت میں فرق ہے مگر انعامات کی جگہ ۔ بات کی بات میں بے روپے دو ماہ کے متعلق جیسی صحیح خلاصے واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر لکھتے ہیں انشاء اللہ سال بھر کے جورے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا مثال کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) طالب علمان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی ۔ یہ ضروری خرچ ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے ۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں ۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں ۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں ۔ ورنہ ما خیر شما بہ سلامت ۔ بنام پرورا ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور صلہ میں اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرائیں ۔ ورنہ مدام نہیں تو قدری کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا مالداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیہ صاحب زادہ ہیں ۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں ۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لفافے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے ۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے ۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے ۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی خط کا جواب ملنا چاہیے جسکی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہ ہوں گے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک جانب لکھے جائیں ۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اور ہتک نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ آپ کے نام کی چٹ پر لکھا جاتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۵

مضامین

(۱۳ فروری ۱۹۲۹ء)

خلق آرا بیگم بنام کلمہ گویان ہند

سنو بھائیو۔ یہ بڑھیا نے دھوپ میں بال سفید نہیں کیا ہے۔ میں بھی مسلمان ہوں کلمہ گو حق پرست خدا نے تھوڑی بہت عقل دی ہے جو دیکھ کے حال کا حال پہچانا جانتی ہوں میں نے امان اللہ خاں کی تصویر اخبار کا لفظوں میں دیکھی اور دیکھ کے بعد کچھ معلوم ہوا کہ یہ نیک نیت ہیں ارادے کے مضبوط ہیں اور شاید بہادر بھی ہیں مگر بہادر کا لفظ ہی آج تک ۔۔ اخبار کا لفظوں میں پڑھتے دو چار دن سے۔ مگر یہ کہتی ہوں کہ یہ حضرت پڑھے مرے کے جلد باز ضعف ور ضعیف ہی اور جہاں کہ ایسے شخص کے بے شاہی کا تخت دیب نہیں دیتا تم لوگ سنبھالو مگر تم اسے کی بگڑی کا الٹی سر گنگا کر دکھا جو ڈگے کہ وہ جیسے تنک کی طرح ایک کتاب اونچی ایک نیچی ہی رہ جائے گی۔ بھلا بھینس کے آگے بین بجانا عقلمندی ہے؟

ارکان جن چیزوں کا نام تم اصلاحات رکھتے اور انھیں بے ضرورت اصلاحات کے قصیدے پڑھتے ہو ان کی حقیقت تمھیں معلوم نہیں ہے۔ سنو بچی باہو کابل کے ہندوستانیوں میں وہ مسلمان جو سرداران افغان کی روشن دماغی کا راگ الاپ کے ان پر طبع کرتے تھے کہ تم اپنی سادہ وری کی بدولت میں راگ ہو جبرے تھے ندی انگریزوں کی حکمت پر طنز کرتے تھے جو تعلق ہی ایک ولیمیرا سا آتا ہے جو وہاں کا امیر بنا کر جاتا ہے دوسرا آتا ہے وہ تعمیر کا بندوبست کرتا ہے تیسرا آتا ہے وہ سب پر طرف بندہ جاتا ہے آخر میں کے بعد نتیجے کی باطل نظری تھی جو بعد معلوم ہوا ہے کہ تم تھے ہیں جو لوگوں کی بابت کچھ کہتے تھے جب کا بیا بخیال

تمھارے سامنے موجود ہے وہ کیوں تم وہی غلط فہمی کو اسی کسوٹی پر نہیں کستے اور ماطبیعوں کی بیورگی پر پچھتے ہے ایمان سے آتے ہو۔ تمھیں سلامتی سے کوئی ایسا اخبار بھی میسر نہیں جو تمھارے مزاج کی شہرت یہ بال پیدا کرکے اپنا بیٹھے رہ جاتا تمھیں ایسی ترکیبوں کی عادت پڑ گئی ہے وہ اخبار کا مذاق تمھیں پسند نہیں جو تمھیں صحیح راستہ دکھائے ان اخباروں کا ذوق کا فرض اپنا سمجھ بیٹھے ہو کہ یہ قوموں کی مزاج گوئی کرتے رہیں۔ دیکھو جب ان اصلاحات کا شغل برپا ہوا تھا تو ان میں سے کسی مرد نے یہ لکھا کہ شاہ کابل ریاستوں کی زنجیر کو زرا کاٹ دے تو مزاج کی کھیت آراستہ کے بیج زعفران کا بیج بو یا موسم کی پہلا کے پڑنے کے آخر معلوم ہے۔ اس نے شعبدہ گر کی طرح ہتھیلی پر سرسوں جمانی اور درختوں ہی خبر اسی لے بہل کرانے کا اسیر وہ ہے۔ پھر کوئی دو ماہ سے آخری انتہا کے تمنا ابو نے کار انتظار کرکے اور جب سے اقتدار کے بدلی شورش کے رکھ کر انکار کیا جو کا ہی نہ کی تو بسم نمودار ہو جاتے۔

شاہ سیاست آگاہ نے جیسا کہ آپ اکثر عدل و فضول پارلیمنٹ اصول بنا کر پنچ افسر سے اور دیہات سے پنچ یاروں کو منتخب کرنا خود ہی کو مرا رعایا کی آزادی کا اعلان کیا اور انھیں کا عمل یاسیروں کو اپنی مرضی کے مطابق عمل دیئے گئے حکم کی تعمیل پر جوش رعایا نے جو ان کی آنکھ کا نور تھے بھلا یہ بھی کوئی پارلیمنٹ ہے کس نے خبر کیا تھا کہ تم پارلیمنٹ بناؤ۔ رعایا ایک نظام کی جو گرمی سے ہر طرح اسلام اعتراض شروع ہوئی تھی تنقید کا دور جو اسلام اعتراض پیدا ہونے لگے تو مزاج کی اصل وحشت نے ندرا دیا ایسی حالت میں بخشش کو اور بھی مضبوط کر کی ترا دیجے رکاوٹ جس نے تھا کہ اسلام کے ظلم کا استیصال ذریعوں شاہ ایران کے ہاتھ میں کیا اور ایک فتح ہو سکتی تھی۔ ان سے ایسی غلطی کرتی ہیں ایسے گھرانے کرتا ہے جیسے نواب میر صاحب میری مضمون گرڈی کے ایک ہیں۔ نواب نے جو ان کی ملاقات محبت کرتا چاہتے تھے کہ بیان تک

مسلمان کیا تھا کہ میرے بچے کی وہ لڑائی میں بغیر میری اطلاع کے وہ گڑوی میرے گھر میں آتر پڑے۔ اسے مجھ میں لے جو نہیں ان کی پائی تک آنکھ اور پھر ہی ہو بچارے کہ جب تک میں گھر سے کوئی سواری اور پھر آئی میں نہ گئے پائے۔ میری قبر سے رسکا۔ کیسے تم گھر آئی ہو جیسے ہی سوار ہو کے جیسی ہیں ولیز کے قریب ہو گئیں کہ پکارنے جو عمری سواری آ ترو لا آگے ساتھ بھی کہاری تھی جیسے ہی میں نے کہاری کی جھلک دیکھی کہ گئی ریاوں سے کہا بھئی دیتا تو اس سے وار کہاری کے چھوٹے دیر بچاری دیہات پل پڑے۔ اور گڑوی کا مردوں کی طرح قوم کے لیکر یا کہار ڈولیا کند سے پر رکھ کے یہ جا گئے چلتا ہو گئے۔ دیکھا یوں جگاتے ہیں؟ آج روز سے آج تک پھر بیوی کا جمال نہ بڑا کہ ادھر کا تیرا کرتا زرد گو ادی بہت مشکل ہے۔ بیان آنا پڑتا ہے۔ امان اللہ خاں نے اپنی بی بی کو دعوت سے جانے خالی ہی کیا ایک سطرح سنگار کرتے ہیں پہلا بغیر مردوں سے باتھ لاتے ہیں ہمیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ٹھیک ٹھیک دیکھتے ہیں۔ کیا سنگار یہی ہے ہو۔ سواری کا یہ۔ گھر میں بیٹھنے کا یہ کوئی کام کی بات نہ سکھائی جو اس بچارے رنگت آ دوسرے آئی۔

مگر وہ بھی اخبار کا ذوق کی کارستانیاں ہیں وہ بخشی بچے امیر جیب اللہ خاں کو بدنام کرتے پھرتے ہیں کہ صاحب وہ تو بے دین ہو گیا۔ میری کا دھونی کرتا ہے حالانکہ ہرگز ایسا نہیں اس نے اپنے قرآن میں کہا ہے کہ میرے خادم دین خدا امیر حبیب اللہ نام سلطنت ہو گئی ہے۔ حبیب اللہ کے ہر حرف پر لکھ دیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آگے جب اپنا تاری خادم اسلام حبیب اللہ ۔ وصیت اللہ پر ہر قسم کی عبارت اس سے کھرا ئی کرا کے اس وقت وہ پسند کا تو کہ نہ تھی اور جرات سے ہو چکی ہوئی تو پیاں بغاوت کرنے بھی ان میں لڑائی الٹی ہو جو ہی ہے اپنے ساتھی بھگے وہ اپنی جگہ کو بیٹھا ادھر مسٹے آنکھیں ہو بیچارا رونا رہے۔ اخبار کا ذوق کے بیہودہ بھڑ بھڑ لڑائی کا وجود

کیا جانیں؟ انھوں نے سوچا کہ ذرا اس کیفیت کو یوں
ہی مضمون کر دو، تمام عبارت غلط کر دو۔
یہ رسولِ خدا امیر حبیب اللہ تمام سلطنت افغانستان
رسول اللہ امیر غازی حاجی، سلام حبیب اللہ خان؟
وہ کہ تم پیسے بھرے اپنے دامان جو تمنا ہو گیا تھا کہ
نفرت میں آ گئے اور گئے سے گالیاں دینے لگا
ہے۔ تو صورت وہ ذات ہوں، اگر دھوکے میں آ گئی اگر کوئی
تعجب نہیں۔ ایک مرتبہ کا واقعہ لکھنؤ۔ نواب کے پاس
کچھ لوگ ملنے جاتے تھے تو ہم گفتگو ہونے لگی کسی
طرف بارہ بجے رات تک۔ اتنے کا نام
دنیا میں نے ماما سے کہا کہ ان مولوں
کے چہروں کے پیچھے تنگ آ رہے ہو گر
وہ کیا بلا ہے گو ہوا آ زمین لے ایک
بجے رات ہو گئی کے نواب کو اطلاع دی کہ
دیر سے کھانا لیے بیٹھی ہوں آخر کہاں تک
جاگوں تمھارے ملاقاتی لوگوں کے
گھر بار تو ہیں نہیں ہے خدا جانے کہاں
کے خانہ بدوش ہیں آ جاتے ہو گا انھیں تو
میں کھانا تمھارے خانے میں رکھوا دیتی
دیتی ہوں۔ جب فرصت ہو کھا لینا میری
نیند نہ حرام کرنا۔" انھوں نے اسی پرچے
پر لکھ دیا۔ "تم سو رہو بس کیا کہوں اس
بلا کو دیکھ کے کیا حال ہوا۔ مر رہے ہو گی تو
مولویوں میں بیٹھی، استغفراللہ، نفلوں کی
بھی خاطر داری ہوتی ہے کہ بھلا وہ سو رہے
جاتے ہیں۔ آج تک کبھی ہوں سے قرض
کی تھی اب یہ دماغ خراب ہوا۔ غصہ ہو بیٹھے ان کے
دیکھتے ہی کہنے لگے آپ نے آخر دیکھ کیا لیا
بھائی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب
آئے میرا اول اُٹھ دیکھ کے پریشان ہو گئے
"اُٹھیں بیگم خیر تو ہے۔ مزاج کیسا ہے۔ تم نے ابھی تک
آرام نہیں کیا؟"
میں نے کہا "بیگم صاحبہ کبھی تو سو رہی بیگم
ہوتے ہیں؟"
وہ "کیا۔ کیسا مزہ؟"

ہیں؟" یہ لو جناب وہ۔ دیکھئے کیا کیا جھک مار رہے ہو؟
وہ۔ "وہ رقعہ دیکھ کے پھر میں جی گیا ہوں!" تم بھی
ہو ہی تمھیں بھی تو کہا کہ سو رہو۔"
اول ما تو وہ کیا کہوں کشتہ صحبتی ہوں اسے
کہا سو رہو تمھیں۔ یہ کہ اپنے انصاری مولوی مرادِ زمانہ ہے
دنیا بھر وقت نہیں لگے اور چھپائے۔ پھر نہیں یہ
سب تو جیا طوفان ہے کہ لاکھوں افغانستان سے
زائد بڑے غازی ہیں بیٹھے بچے بھشتی زادے کو



پولیٹکل کھیل کا خلاصہ

بے ایمان بنا کے انھیں غازی ہو اور وہ بھشتی بچہ
ہیں کوئی معمولی آدمی تھیں ہے اس نے اول
امان اللہ کا کرم ادا کر کے اپنے نام کے ساتھ جاوید
کا نام چلا لگا دیا۔ جیسے وہ غازی بنا ہی ہے
یہ جادو اسی طرح مقصود کر دیا کہ ایمان نہ ختم ہیں
بھشتی کے دشمن امیر حبیب اللہ کے گھر کے آرام
گئے یہ دنیا سلطانی تھی اسی عقل کے وہ دشمن
افغانوں کے پیچھے تک گئے۔ اب وہ تو تمہیں
یہ بھی یاد نہ رہا کہ بھشتی بچے نے چلتے ہی سے فرمایا

گریبان والی صفت داریہ ہے کہ ایمان دار جو بھی ہو
کیا جانے کہ وہ کیا ہو ہے گا کا گھر کو ...
کہ پھر کہ بھی جان ہو اصل حال ہو ...
بھاگ رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ گریبان بڑی بھی
گریبان کی دکھتی ہیں نہ غیرت کی سچائی کا خیال کرتی
ہیں نہ بے گناہ کا ایسا اثر کرتی ہیں جو کچھ
یاد کی دھوکا جائے کہ ہم مسند میں ناحق کیا جھک
بچا ہم زور کی عقل کے ناحق ہوا کہ عکس رسا ہم
تو اپنی اپنی دشمنوں سے واقف ہو چکے
ہیں۔ بھشتی بچہ خود بادشاہ بننا پسند
کرتا تھا ورنہ تمھارے حق خدمت کے
صلے میں بادشاہ بنا دیا۔ پھر کوئی دوسرا ہوتا
جیسے بھشتی بچہ نکلا۔ کہاں بادشاہ
نہیں ہے بیر بن گیا۔ یہ غیر اصطلاح ہے۔
مشہور کیا گیا کہ بچہ سقہ نے اپنے ہزار
مقابر ادیبوں کو جو پناہ دی تھی شہزادے بھی
خود کشی کر رہی ہیں یاروں کے بعد بھی تھا
کہ یہ خبر بھی اڑ رہی تھی جس طرح دیکھا
نہ جب لاہور کے قتل کی خبر غلط نکلی
وہ بچہ سقہ والا اخبار نویسوں کی یہ فکر بلکہ
اپنے مطلب سے ہے۔ وہ کیا؟ ہاں سردار
عبدالرحمٰن محمد طرزی کی دلیل شیخ و نا
سے جیسے وہ رہ رہا ہے بھی کہ جہاں امان اللہ
بھیجا جائے!
ہاں اب امان لوٹی۔ دنیا لیجی کل کہ
یہ مطلب تھا۔ بھشتی بچہ بے ایمان ہے تا کہ
ملک کی بہت چھٹ سے بالک ہو۔ پھر جہاد کرنا ہر
مسلمان کا فرض ہے۔ ہندوستانی مسلمان جہاد
میں شریک نہیں ہو سکتے تو مال ہی یاروں کو دے دیں
مال جائے یاروں کی دوزخ میں صاحب مال کے
ہم ذمہ دار نہیں چاہے بہشت میں جائے چاہے
دوزخ میں۔ کیسے ہو طرح سے۔ اگر وہ رشتہ کا حشر بھی
کرے۔ اس کی جنت کو صاف کر کے پیٹ نہ بھرو۔
اگر وہ ایک اسلام مجلس ہے نہ جہاد ہے نہ تو وہ
دوسرے مسلمانوں کا فرض ہرگز نہیں کہ جان و مال

زوال کے بعد جو ہیں پھنسا گئیں اُن کی وقعت کیا ہو گی [illegible] غیر [illegible] اعتراف [illegible] بیچ [illegible] ہیں ایسا منصوبہ دیتا ہے [illegible] اختیار [illegible] کو ہے۔ بادشاہ اسلام نوں کو مشکل سکھاتے کہ جو صحیح نتیجہ نکالنے پر قادر ہو گی ورنہ ہر ایک گروہ کی [illegible] ایسے ہی [illegible] پھیلانے روز مرہ [illegible] اور قتل [illegible] کرے گا۔

"یہ بات وہ ہے کہ [illegible] ہے"

ورق تاریخ اُٹھا کے دیکھیے تو معلوم ہوگا اور پہلے [illegible] کیا جاتا ہے اور فتح پا جانے پر غازی یا جہاد کا لقب پاتا ہے سو یا کل [illegible] کہ ہم ایسی [illegible] کو جہاد یا غزوہ کے نام سے یاد کریں۔ اگر جہاد [illegible] کی یہی شان ہے تو آج دنیا میں بھر جہادوں کے کوئی غیر جہاد ڈھونڈنے والے کا [illegible] ایک [illegible] جس کی [illegible] کی بکری [illegible] اور وہ گولیاں [illegible] [illegible] دھرتی بنا دیجیے کی [illegible]

کرنے وہ بھی جہاد ہے۔ لیکن تم اسے جہاد نہیں کہتے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کیسی کیسی باتیں ان لوگوں کے دل میں نشتر کی طرح چبھیں گی جو [illegible] ہیں اور حضرات [illegible] کے [illegible] سے بہرے ہو رہے ہیں۔ مگر میں یہ بات کہے جاؤں گی کہ [illegible] کوئی [illegible] رہتا ہے اور امان اللہ کی سرکار سے کوئی [illegible] ہے وہ جو [illegible] کی رقم کو خود ہی بنانا چاہتی ہوں۔ وہ اگر [illegible] نے کو اسلام [illegible] ہے۔ [illegible] حضرت کے [illegible] بھر [illegible] ہے [illegible] اس سال کی کمائی ہیں جانتا ہوں کی زندگی ہے پھر اپنا اپنا گھر اپنی اپنی منزل۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ [illegible] دل رکھنے والے بھر آواز [illegible] کسیں گے۔ پھر اس سے کیا ہو گا سوائے اپنی زبان خراب کرنے کے۔ پشاور [illegible] لکھو نہیں گے اپنے بچے [illegible] کرتا [illegible] اور بہت کی [illegible] نکل کر کے جس طرح [illegible] تھے پچھتائیں گے۔

مسلمانو! تمھارے اختیار میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ تم امان اللہ کو تخت پر بٹھا سکو یا بچہ سقہ کو کچھ کر دکھا سکو۔ اگر امان اللہ خاں کو حکومت کرنی منظور ہے تو وہاں کی رعایا قسمت سے خود ہی صاحب اختیار ہے اُن کی خواہش پوری کرے گی۔ اگر بچہ سقہ کی سلطنت کے قابل وہ ہو گا تو آج نہیں کل وہ بھی کابل سے نکال باہر کیا جائے گا۔ پشاور [illegible] کی جو تم [illegible] چندہ دے کے [illegible] کا پیٹ بھرتے اور بچے میں پاؤں ڈالتے ہو یہ ممکن ہے کہ کابل کے تخت پر کوئی شخص اپنا قدم جما سکے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ [illegible] پر کوئی باہر والا حکومت جتا سکے اور وہ شرمندہ ہوں۔ انھوں نے بارہا شکستیں کھائیں مگر ہارنے کے بعد پھر جیتے کے جیتے۔

اگر تم [illegible] کرتے ہو بچہ سقہ پر نہایت ہوشیار ہے اس نے پہلے لاؤں کو کھا یا پھر خدمت کر کے عظمت حاصل کی اب وہ اپنی ہوشیاری کا [illegible] دے رہا ہے جس [illegible] نے پایہ تخت [illegible] کی [illegible] ہے اور

بعدالت ڈسٹرکٹ جج بہادر گونڈا

درخواست [illegible] نمبر [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

دستخط انگریزی منصرم

مہر عدالت

بعدالت ڈسٹرکٹ جج بہادر گونڈا

درخواست [illegible] نمبر [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

دستخط انگریزی منصرم

عدالت جج گونڈا

مہر عدالت

[illegible]

حسن بنا بر انفصال مقدمہ

[illegible]

بنام

[illegible]

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

سمجھ گیا ہے کہ کسی اعتبار سے یہ ملک ہاتھ سے نکل جانے والا نہیں بہت آسانی سے قبضہ میں آ سکتا ہے اس نے خود اس پر بیٹھ کے دوسرے چھاؤ پر بھیجا خرچ کر دیا ہے اسکے زوال میں اور دوسرے دشمنوں کو رہنے پہنچ جانے پڑینگے۔ قادیانی والا اخبار الفقیر نہیں شخص نہیں۔ خدا خیال لوگوں کا قول ہے کہ یہ ترکوں کی مدد کرنے کی غرض سے جو چندہ بھی ہوا چندہ بھی کیا فرض کرو کہ جس طرح ترکوں کی مدد کے لیے ترکستان کو روپیہ بھیج کیا تھا اس میں سے آدھا تو انتظامی تنخواہ اور دعوتوں نے کھا لیا آدھے کا آدھا لیڈروں نے اڑا دیا تھوڑا بہت دوکانوں وغیرہ کو فروغ دینے کے لیے ترکوں کے ہاتھ لگا ... ضرورت کا سامان ... اب بھی جمع کر دو تو یہ ... عبد الرحمن ... کے اہتمام اقوام کے ... اور حضرت صاحب کی تحویل میں یہ روپیہ دے بھی دو تو کیا ہوگا؟ یاد ہے کتنے چندے معتبر آدمیوں کے حوالے کیے ہیں۔ اے اے اسے

اک بلا ہے یہ دل نا عاقبت اندیش بھی
آنکھ بچا کا ماجرا عاصم کو سمجھایا ہوا

دل سوختہ خواہ مخواہ منگو آغا بیگم

جرمنی جج کی نرالی سوجھ

ابھی حال میں اس جج نے تو بیچارے لوگوں کے دیرینہ صاحبزادے والی نقل پہنچا کے دل والی جہاں ہاتھ بھائی بہن لوگ جا کر پہنچ ہی ہر ایک کے منہ بھی بولا کا حکم صادر فرما رہے تھے حضرت کی اداں حاشا کی ہیں مگر وہ بھی بے ہودہ ... یاد کرتے ہیں یہ بھی بیکار ...۔

بعض اخباری نامہ نگاروں نے حال ہی میں ایک جرمنی لوجوان جج یا خاصی جرمن یوروپ کی خلافت نقل کی ہے جج کا ہی کر اس قتل سازش میں کا سمجھ رکھنا ہے۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ جج صاحب ...

ایک فرق شدہ وہاں حاضرین تماشہ میں پیش ہوا شب مرنے والا ایک شادی کی تقریب میں شریک ہوا تھا اس کی تمام تر کے جسمانی نہیں پیا تھا اس کی بیماری تھی سارے دن کی پیاس بجھائی اور اب ہیں سے بیہوش ہو گیا۔ اگر ہوں نے کہا کر ان کی حالت کی سانحی حالت بھی نہ تھی بار بار خودکشی کا ارادہ کر رکھا تھا تھا۔

ہار آگرہ دل جلا لا!
اب کے غم ہار دو دعا بجا لا!

جج صاحب نے ہوش میں ہر واقعات سے حکم دیا ہے کہ جاؤ وہ لوگ بھی زیر حراست ہیں تعمیل ہوئی۔ بڑا بھی سب زیر حراست تعمیل ہوئی۔ چند شادی شدہ بیاہ کی جگہ ہو گیا۔ مدعی مدعی آ گیا اینا پڑا اسے ایک ہی مجرے میں۔ مجرمہ نے پولیس کے ہیڈ کی شکایت آئی بولی آیا تھا اور حضور کے حکم پر شادی کو ... بے ارادہ کے نے فرمایا یہ بھی زیر حراست۔ ایک سارجنٹ اس انصاف پر ہنس دیا تو وہ بھی زیر حراست۔ دوسرا سارجنٹ کسی وجہ سے نظر آیا تو اس کی گرفتاری کے بعد وہ بھی زیر حراست ہو گئے۔

دھماں کرتے چل چل کر

اب دو سارجنٹوں کے سوا کوئی حکم کی تعمیل کرنے والا نہ تھا لہذا جج صاحب نے خود ہی ان دو مجرموں کو ان کے کاموں میں بند کرنے کی زحمت گوارا کی۔ دل نے کہا سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی اس قتل میں شریک معلوم ہوتا ہے اس کمبخت نے بہت غفلت کی اچھا ہے حاضرین کچہری سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اسکے ماتحت بھی زیر حراست آپ جانتے پولیس کے تمام محکمہ پر ہاتھ ڈالا ہے کوئی جا سکتا ہے ایک بڑے عالم شخص نے وقت عرض کی کہ حضور پولیس سپرنٹنڈنٹ اور انکے ماتحت ہم اور تمام ملازم گرفتار نہیں کر سکتے۔ کہنے لگے وہ بھی زیر حراست۔ تماشائیوں نے یہ رنگ دیکھا تو بھاگے اب کچہری میں اتو بولنے لگا۔ جج صاحب نے دیکھا کہ تعمیل حکم کرنے والا کوئی نہیں۔ غصہ آیا اپنے تخت سے اٹھ کر اور عدالت سے باہر چل گئے۔ راہ گیروں نے جو دیکھا تو آپ جج صاحب کو پکڑے

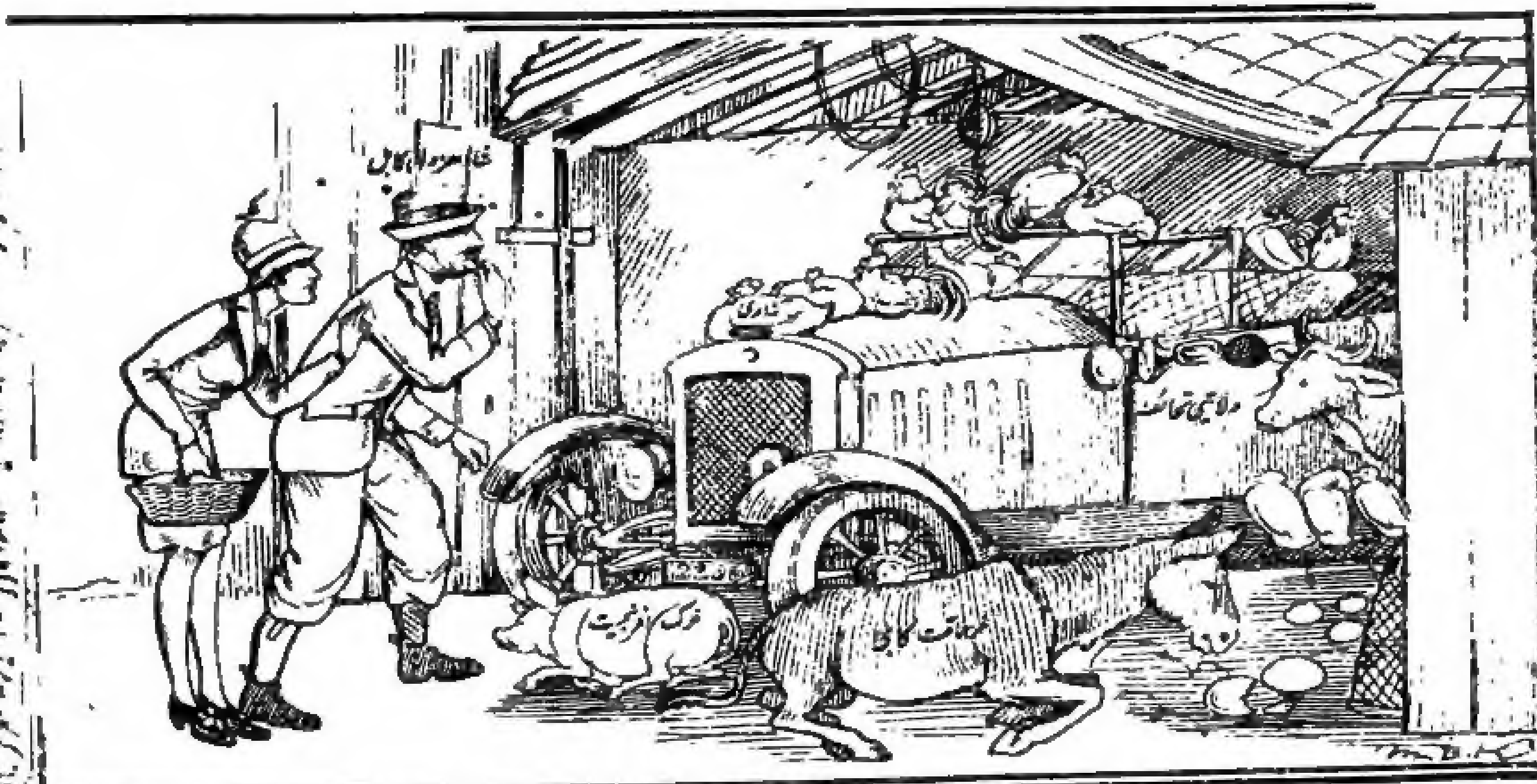
دیکھا تو ویسے کہ حضرت کانپ رہے ہیں لوگوں نے پکڑ لیا اور قابو میں آگئے تو سپاہی نے آ کر انہیں زیر حراست اور اس کے بعد زیر حراست۔ ساتھ ہی ایک ڈاکٹر کو طلب کیا گیا جو بچارے کی حالت اور پاگل پن کا معائنہ کرے۔ جج نے ڈاکٹر کو دیکھ کر فرمایا ... عقل کی کمی تھی۔ ابھی یہیں تو کہ ہر کا فیصلہ یہاں تک پہنچا ہے دنیا کا خاتمہ ان کے جج صاحب نے پہلے مشرقی ممالک اور انگلینڈ میں ایک بھاری رقم کمی کے زیر حراست ہو گئے۔ خود بھی زیر حراست اور عقل بھی زیر حراست الحمد للہ ایسے جج بھی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں ہم تو سمجھے تھے کہ صرف ایشیا کا ہی پاگل خانہ ایسے صاحب پیدا کرتا ہے مگر نہیں صاحب ایسا شک کی رہی سے یورپ میں بھی کبھی کبھی تھوڑی ہوا چلی جاتی ہے اچھا جناب جج صاحب زیر حراست تو ہیں مگر ان کی عقل بھی زیر حراست۔

راقم

سپیشل رپورٹر

پنچ۔ کچھ ایسے نہیں پبلک سیفٹی بل یعنی قانون حفاظت عوام از حراست بالشوزم از جرم کیارہ ووٹ کی زیادتی سے منظور ہو کر ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ عجب نہیں کہ جرمنی جج صاحب کی عقل کرسی ان کی کیا جو اس حراست سے آزاد ہو کر ہندوستان و انگلستان میں ان سے بچے رہیں ہے۔

اس قانون کا نام درحقیقت قانون آزادی ترکی و حراست انصاف جو ہر شخص اسے اور اس کی کوشش کی منظوری ہے یا یہ پبلک سیفٹی ایکٹ یا کوئی اور نام رکھیں۔ سرکاری لیس یہ ہے اس قانون کے عاشق صادق ہیں یہ سارے معنی انگریزی جاننے والے جانتے ہیں۔ عنقریب یہ آوازیں سنی جائیں گی۔ یہ بھی زیر حراست وہ بھی زیر حراست۔ آپ بھی زیر حراست میں بھی زیر حراست۔ آپ قبل از وقت تعجب کا اظہار فرماتے ہیں ان شاء اللہ آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ سمجھے؟



تعطل

وطنی حالت اور بیرونی تہذیب ـ ملکی گاڑی میں ... داخل ہو رہے ہیں

ہر کس این ماہ بلا زمیں ـــــ سر و ساماں آمد

چہ توان کرد ... گرد ساں آمد

تحائف سال نو

بجستہ

عالیجناب لکھنؤ کی علمی ادبی انجمن معیار الادب لکھنؤ نے مجلس کی طرف قدم بڑھایا اور ایک ماہانہ رسالہ جاری کرنا ہے جو قابل اطمینان ہے کہ ہمارے محترم دوست ... مولوی حکیم سید احمد صاحب ... نے اس رسالے کی تالیف و ترتیب کا عہدہ قبول فرمایا۔ موصوف سے فن ادب و انشا کی خدمت ... دیگر رسائل و مطالب قرآن کریم ہیں۔

رسالہ حسن ظاہر کے اعتبار سے ... گلدستہ ذوق ہے ... ہو جائے گی اس کا حصہ نظم مشاعرہ انجمن مذکور کے طرحی کلام کا انتخاب ہے۔ اور حصہ نثر مضامین کے ... تبدیلی ذوق ... رہتے ہیں۔ ... غزل میں بہت مقبول ہے۔ ... لوگ محنت کرتے ہیں اور پرانی ... ہیں۔ لیکن حصہ نثر کے بعض مضامین قابل ... مصرع طرح کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا ہے اسے نہ تعلق ہے ... تہذیب سے ... ہے کہ ایسا غیر مہذب اور ... مضمون ... کی ... لانے میں ... جائے گا۔

کلام کی دو قسمیں ہیں دونوں کا مابہ الفرق یہ ہے کہ ایک وزن عروض ... ہے اور دوسرا اس وزن کا پابند نہیں۔ ... کلام کی ... آج بھی ہمارے سامنے کئی مثالیں موجود ہیں ہم ... ہیں کہ موزوں کلام کی ... صحیح کا نتیجہ ہے ... کہ ہر شاعر ... شاعری کے مرض میں گرفتار تھا یا مبتلا ہے ... جب ... کیا تھا ؎

... گر ... ہی کرتا
... گر ... ہوتا

تو کیا ... وقت تھی ؟

... زبان سے ... ہو ؎
... آئے ... گئی ...
کیا ... عشق ...
آ ... سامنے رکھ ... ہو ؎

ایک خبر ہے ایک ... ہوئی ... پانچ ... برس کا ... جائے۔ ... صاحب پاس کی ... اعتدال سے ... صاحبزادی کی ... ایک ... تھے ... بیٹھے تھے انھوں نے اپنے صاحبزادے کو مولوی صاحب کے پاس روانہ کیا کہ ... مولوی صاحب اتفاق سے ... پاس کی بیگم ... ہوئی تھیں کہنے لگیں ؎

...
... گئے ...

یہ شعر ... عروض کے اعتبار سے بالکل درست ہے کیا ... اس شعر کی ... کی ... ہے؟

ان ... میں وزن بھی ہے ... قافیہ بھی ہے؟ ... ردیف ... کی تالیف و ترتیب کسی ... نہیں ہے ... کی ... ہے کہ ... قافیہ ... وزن۔ جو لوگ عربی زبان سے واقف ہیں اور ... پانچ ... کی ... ہوتی ہے ... اس ... کا ... ہوتی ہے۔ حدیث کی کتابوں کو قافیہ سے کوئی ربط نہیں ... جو ... کے نتیجے ... یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ قافی کا ایک ... اسناد ... قرآن ... وزن و قافیہ ... جب نثر و نظم میں ... ما بہ الفرق ... نظم ... اور نظم نثر ... ہوا ... کے بعد ... ہوئی۔ ... یہ صحیح ہے کہ نشست نظم ... کیا ... ایک پابندی ... قافیہ کی ...

دیکھنے کے ان کلام ... کہ ... ہے ... ہو ... جاتے ہیں مگر ... کی ... اٹھائے۔ نقصان ہے ... اگر ... ایک ... ہے ... اخلاص کی خاطر ... تو کیا پھر ... سکتا ہے؟

تسبیب ... عرض کر دینے کے بعد ... مضمون کی ... اپنے مضمون کا نقص ہے کہ شاعر کو کسی خاص طرح پر ... ہے ... کی روشن شاعر کی طبیعت کو ... ہے ... قافیہ ... تھی ... ہوتی ... جب ... شاعر کے ساتھ شاعر کے ... نشان ... پائے جاتے ہیں ... شاعری ... مقابلہ ... ایک شاعرہ ... ذوق ترقی ... شاعروں کے ساتھ ... شامل ہو گئے ہیں کسی ایک زمین ایک بحر میں ... کی ... ذوق ... کی صورت میں آ گئی ... اعتبارات سے ... ہیں۔ شاعری ایک آرٹ ہے ... ہے ... کمال ... کی حاجت ہے ... ہے ... شاعری ... ایک آزاد ... ہے ... جب ... کسی خطا ہے کہ ... آزاد ... قافی ... کا پابند کر دیا گیا۔ ... پابند ... کے ... ردیف قافیہ ... ہے ... ردیف کی پابندی کر کے ... میں ... گو ... صحیح معنی میں ... صحیح معنی ... نہیں ہیں ... ہیں ... قابل ...

جس نے خط کی ہر پیچ لکھائی اور اس پر کہ بدیہہ گو
شبہ ظاہر کرنا ہو تو اسکا سبب یہ ہوا کہ شاعر کا سلام کچھ
نہیں کہ طبیعت شعر و غزل کہتے ہیں۔ وہ بیٹھے
سے واقف ہی نہیں وہ اس وقت کی باتیں پر
بغیر لکھنا ہے تھا لکھنے والے کے ایک قدم بھی نہیں
اٹھا سکتا تو پھر ان غریبوں کی خبر کیا کہ وہ مشاعرے
سامنے ... کا حال کی طرف لے جائے ...
ایسے دیں کہ چلو آتے ہو ... فقرہ بنے
گئے ہیں۔

اس خلاصہ یہ کہ جو کسی کو ... کی باتیں
سے ایک حکایت سنی ہے ایک تھیں ... کی تھی
شوہر ... انقلاب روزگار ... تباہ ہو گئے
... اپنے شوہر ... نہیں
ہونے کے بعد بھی بگڑی ... سامان ... کے
تھا اس پر غصہ آنا لازمی تھیں۔

دیگر ... سے مکان ... باورچی خانے
سے نشیمن تک آتے آتے پاؤں ٹوٹ جاتے ہیں۔
اے ... ڈول کی اور ... بجر ... ہی
کمال حسرت کیا ہے۔ خدا کی اس مکان ... روز
تھا آتی ہو ... ہیں ... جاتے ہیں۔ ...
کمان ... کے ... جان ... جاتے ...
میں ... آپ ... کیا ... گئے ...
کوئی بیٹھا ... کیا کرے۔

مضمون نگار صاحب نے بھی اس مضمون میں بڑی ...
کی نقل کی ہے حالانکہ بڑی ہی ... ظاہر کیا تھا کہ

آپ اسی ... میں رہتے ہیں ... شاعروں پر کسی
نے ... کیا ہو کہ ... صاحب کے ... خبر ...
... اور ... پر قدم ... کیں
... کو ... مہمان ... کا حاصل یہ ہو
کہ سالگرہ کی ... چلتے ... ہم ... ہو
سے کوئی نہیں کھا ... ہم ... بڑی ... ہو
... کے ... سکی ... ہیں ...
صاحب اپنے ... کہ ... مضمون نگار
... تحصیل ... رکھا سکتے ہیں۔ مضمون نگار
کسی نے فرق نہیں سمجھا ... ۔۔
کا سا ... جب ... نہیں ... ہو
اور ... کی ... اپنے ہم خیال حضرت کو
... کوئی ... کی ... جیسی
... بہت ... کی ... کی ... کوئی
... اس ... جذبات ہوں ...
... کوئی ... مسئلے کو ... کوئی
... کر ... نے ... کرتے ...
... کیا گیا ... کوئی ... کلام ... تبدیلی
کے باوجود ... صاحب نے ... فرمایا کہ ... بھی
... سے ... حاصل کرتے ... سے
جذبات ہی جذبات آسانی ... ہو سکتے ہیں ...
... ہو سکتا ہے ... روحانی ...
قدیم الایام کے تکلفات ... دیکھئے ... سی ...
... کی ... ان ... ہو گئے اور ...
نہیں ... سکتے ... آئیں ... وقت و نقصانات ہے۔
چار سطروں نثر کی لکھی ہیں ... ضمانت ... جاری
ایسے اشخاص کی رائے کس ... میں ہے (باقی آئندہ)

خاکسار ... اودھ

مولانا شیخ کی نوٹ بک

ہر ... ایک ہی عذر

... کر ... جو ... پھر
... کوئی رعایت نہ ہوگا۔ حال یہ ہے کہ ... صحت

اگر ... جو ... کو ... کے ...
کی ... سے ... یا ... کیجئے
ہیں کہ ... ہم ... کا ...
حقیقت ... ایک ... گئے
جاتے ہیں۔ اگر ... کی تفصیل ... جگہ
... ہے ... کیا ... ہے ... ہے کہ
ہرگز نہیں ... طرح سے ... ہو
جائے۔ اسکے علاوہ ہم کہیں کے ... کہ
... اور ... کی ... میں ...
اور ... سے ... تعلق ... ہیں۔
یہی ... ہے کہ ... بھی ...
جب تک ... ہو ... کے
ساتھ ... ہیں ... ہو
... اپنا ... بدل دیتے ہیں اگر
... کیا جائے کہ حضرت ... گے ہیں
... بارش میں ... آ ... ہیں ...
تو ہم ... کو ... بیمار ... پڑے ...
ہو ... بیماری کا ... ہوئے ہیں ...
مضمون پر آپ ... ہو جائیں ... خیال کی
جنت کی ... سے ... آپ کو ... کسی ...
جنت ... کر سکتے ہیں ... کیا کرتے ہیں؟
... کے ... ہیں ... ہی ...
ہے۔ ... حضرت ... کی
... ہے۔ ... سے ... ہے ...
... کے ... ظاہر کرتے ہیں۔

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ ... پانچ سوال نفع نقصان ... لکھ دو
... محبت وغیرہ کے متعلق ... کریں
... جواب ... ہدایات کے ساتھ
ایک ... روانہ ... لفافہ
بھی ... لفافہ ... وقت ...
ہر مشکل میں ... حاصل کرو

... زائل ...

جرمنی ایجاد

اسپیشل ...

... بیٹھے ... کی ... جواب ... ہیں
... کی ... میں
... کی ... سے ... ہم
... اور ...
... کے ... ہے ...
... کی ... ہے ...
... جواب ... کر دی۔

سول ایجنٹ ... کمپنی ...
...